فقہ السنہ

نمازِ فجر میں اِسفار کا حکم

ابو یوسف علامہ محمد شریف آف کوٹلی لوہاراں

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ.

(رواه الترمذي و قال حسن صحيح وأبو داود والدارمي)

''رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ سنا میں نے رسول کریم ﷺ کو آپ فرماتے تھے کہ نماز فجر کو اسفار کرو یعنی روشنی میں ادا کرو۔ کیونکہ اس کا روشنی میں ادا کرنا اجر میں بہت بڑا ہے''۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز فجر کو اچھی روشنی میں پڑھنا بہت ثواب ہے۔ اور یہی مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات ص ۳۲۰ میں فرماتے ہیں کہ اسفار کی حد ہمارے مذہب کے مشائخ سے اس طرح منقول ہے کہ چالیس آئت یا ساٹھ یا اس سے زیادہ سو آئت تک بطریق ترتیل قرائت پڑھ کر نماز ادا کرے۔ پھر بعد از فراغ نماز اگر بالفرض کوئی سہو اس کی طہارت میں ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کو دہرانا پڑے تو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اسی طرح قرائت مسنون کیساتھ اس کا

اعادہ ممکن ہو۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آئی ہے جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے۔ وہ یہ ہے:

عن عبدالله بن مسعود قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلٰوةً لِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَ صَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز کے غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی ہمیشہ حضور علیہ السلام نماز کو اس کے وقت میں ادا فرمایا کرتے تھے سوائے دو نمازوں کے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا اور فجر کو اس کے وقت سے پہلے پڑھا۔ صحیح مسلم میں قبل وقتها کے آگے بِغَلَسٍ کا لفظ بھی آیا ہے۔ یعنی نماز فجر کو اس کے وقت سے پہلے غلس میں پڑھا۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ وقت سے پہلے تو اجماعا نماز جائز نہیں۔ تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے وقت معتاد سے پہلے پڑھی یعنی مزدلفہ میں فجر اندھیرے میں پڑھی۔ اگرچہ بعد طلوع فجر پڑھی لیکن اندھیرے میں فجر پڑھنا چونکہ آپ کی عادت نہ تھی اس لئے اس روز آپ نے نماز فجر روزمرہ کے وقت معتاد سے پہلے پڑھی۔ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزمرہ آپ کی عادت مبارکہ فجر نماز میں اسفار کرنا تھا۔ بعض نے اسفار کا معنی ظہور فجر کیا ہے اور یہ باطل ہے اسلئے کہ قبل ظہور فجر تو نماز فجر جائز ہی نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اسفار سے مراد تنویر ہے یعنی خوب روشنی کرنا اور غلس کے بعد ہے یعنی زوال ظلمت کے بعد اور حضور ﷺ کا فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ نماز غلس میں بھی ہو جاتی ہے اور اس کا اجر ہے مگر اسفار میں زیادہ اجر ہے۔ تو اگر اسفار سے مراد وضوح فجر ہو تو اس سے پہلے تو نماز ہی جائز نہیں۔ پھر وضوح فجر میں زیادہ اجر کیسے ہوا؟

اس مضمون کی بہت حدیثیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اچھی روشنی میں پڑھنا مستحب ہے اور زیادہ اجر کا باعث ہے۔

سنن نسائی میں محمود بن لبید اپنی قوم کے چند انصار بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مَا أَسْفَرْتُمْ بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ کہ صبح کا جس قدر اسفار کرو گے وہ اجر میں بڑا ہوگا۔ اس حدیث کو حافظ زیلعی نے صحیح

کہا تو اس حدیث سے اسفار کے معنی بھی معلوم ہو گئے کہ خوب روشنی کرنا ہے اور مخالفین کی تاویلات کی بھی تردید ہو گئی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

یَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یَبْصُرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ.

''کہ اے بلال! صبح کی نماز میں اتنی روشنی کیا کرو کہ لوگ اسفار کی وجہ سے اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں''۔ اس حدیث کو ابو داؤد طیالسی اور ابن ابی شیبہ و اسحٰق بن راہویہ و طبرانی نے معجم میں روایت کیا۔ (صحیح بہاری جلد ۲ ص ۲۵۶) آثار السنن میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ فجر میں اسفار مستحب ہے۔ تیروں کے گرنے کی جگہ اسی وقت نظر آسکتی ہے جب کہ اچھی روشنی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے مَنْ نَوَّرَ الْفَجْرَ نَوَّرَ اللّٰهُ فِیْ قَبْرِهٖ وَقَلْبِهٖ وَقُبِلَ صَلٰوتُهٗ. رواه الديلمي.

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کو روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور اس کے دل کو روشن کرتا ہے اور اس کی نماز مقبول ہو جاتی ہے۔ (صحیح بہاری)

ایک شبہ۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ فجر کی نماز غلس یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ عورتیں نماز فجر میں حاضر ہوتی تھیں۔ جب فارغ ہو کر گھروں میں جاتی تھیں تو بسبب اندھیرے کے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اندھیرا مسجد کے اندرونی حصہ میں ہوتا تھا نہ یہ کہ صحن میں بھی اندھیرا ہوتا تھا۔ اسفار کے وقت بھی مسجد کے اندرونی حصہ میں اندھیرا ہوا کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اتنا زیادہ اسفار نہ کرتے تھے کہ آفتاب کا طلوع قریب ہو جائے۔ کیونکہ حدیث میں آپ کا اسفار میں نماز فجر پڑھنا ثابت ہے۔ اعلاء السنن حصہ دوم ص ۱۹ میں بیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ کے نماز کے اوقات بیان فرمایئے تو انہوں نے کہا کہ ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی نماز تمہارے ظہر و عصر کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت اور عشاء کی نماز غروب شفق کے وقت و یصلّی الغداة عند طلوع الفجر حين يفتتح البصر اور فجر کی نماز طلوع صبح کے بعد پڑھتے تھے جبکہ نگاہ کھلنے لگے یعنی دور دور کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ اس

حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی سند حسن ہے۔ (مجمع الزوائد)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں بیان ہی سے روایت ہے کہا اس نے

سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَفْسَحُ الْبَصَرُ رواه الامام أبو محمد القاسم بن ثابت السرقسطی فی کتاب غریب الحدیث.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایسے وقت میں نماز پڑھتے تھے کہ نگاہ دور تک پہنچ سکے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نماز صبح اسفار میں پڑھتے تھے۔

اعلاء السنن حصہ دوم ص ۴۲ میں بحوالہ طبرانی مجاہد سے روایت ہے وہ قیس بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كان النبي ﷺ يصلي الفجر حتى يتغشى النور السماء.

قیس کہتے ہے کہ رسول کریم ﷺ اس وقت فجر پڑھتے تھے جبکہ آسمان میں روشنی پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فجر کی نماز حضور علیہ السلام اسفار میں پڑھتے تھے۔ پس یا تو احادیث فعلیہ میں تطبیق کی جائیگی کہ اندھیرے سے مراد اندرونی حصہ مسجد کا اندھیرا ہے یا یہ کہ اسفار اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا کہ آفتاب کا نکلنا قریب ہو جائے کما مر۔ یا غلس میں نماز پڑھنا بیان جواز کے لئے تھا۔ یا احادیث فعلیہ میں بسبب متعارض ہونے کے کسی فریق کے لئے حجت نہ رہی اور احادیث قولیہ بلا معارض باقی رہیں۔ تو لامحالہ احادیث قولیہ پر عمل ہوگا۔ علاوہ اس کے قول اور فعل میں جب تعارض ہو تو قول مقدم ہوتا ہے **كذا قال الشيخ عبدالحق في أشعة اللمعات** تو اس مسئلہ میں بھی احادیث قولیہ **أسفروا بالفجر** اور **نوّر يا بلال** حدیث غلس پر جو کہ فعلی ہے مقدم ہوں گی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم: علاوہ اس کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اسفار ثابت ہے۔ چنانچہ امام طحاوی نے بسند صحیح ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا:

مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰی شَيْئٍ مَا اجْتَمَعُوْا عَلَى التَّنْوِيْرِ یعنی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کسی بات پر اس قدر متفق نہیں ہوئے جس قدر

اسفار فجر پر متفق ہوئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ: صحیح بہاری ص ۲۵۶ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ صَلّٰى بِنَا أَبُوْ بَكْرٍ صَلٰوةَ الْصُّبْحِ فَقَرَأَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَالُوْا كَادَتِ الْشَّمْسُ تَطْلُعُ قَالَ لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِيْنَ.

(رواه البيهقي في السنن الكبرى)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو سورہ آل عمران پڑھی لوگوں نے (بعد فراغ نماز) کہا کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا یعنی ہمیں نماز میں دیکھتا۔ اس حدیث کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر نماز فجر اسفار میں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: **عن أبي عثمان النهدي قَالَ صَلَّيْتُ خلف عُمر رضی اللہ عنہ الْفَجْرَ فَما سلَّم حتّٰى ظَنَّ الْرِّجالُ ذُوْ الْعقُوْلِ أَنَّ الْشَّمْس طَلَعَتْ فَلَمْ يُسَلِّمْ قَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَادَتِ الْشَّمْسُ تَطْلُعُ قَال فَتَكَلَّم بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَقُلْتُ أَيَّ شَيْءٍ قَالَ فَقَالُوْا لَوْ طَلَعَتِ الْشَّمْسُ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِيْنَ.** (رواه البيهقي في السنن الكبرى)

ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی آپ نے سلام نہ پھیرا یہاں تک کہ عقلمند لوگوں نے ظن کیا کہ آفتاب طلوع ہو گیا اور آپ نے سلام نہ پھیرا۔ لوگوں نے (بعد از فراغ نماز) عرض کی کہ اے امیر المؤمنین آفتاب نکلنے کے قریب ہے۔ ابوعثمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کچھ کلام کی جو میں نہیں سمجھا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔ اس کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا (صحیح بہاری)۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسفار میں نماز فجر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

عن يزيد الاودي قَالَ كَانَ عَلِيَّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ يُصَلِّيْ بِنا الْفَجْر

وَ نَحْنُ نَتَرَاء الشَّمْسَ مَخَافَةَ أَنْ يَّكُوْنُ قَدْ طَلَعَتْ (رواه الطحاوي)

یزید الاودی کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ ہمیں فجر کی نماز پڑھایا کرتے تھے اور ہم آفتاب کو دیکھتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں نکل نہ آیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی ؓ بھی اچھی روشنی میں فجر پڑھا کرتے تھے۔

عبدالرزاق ابن ابی شیبہ و طحاوی نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضرت علی ؓ اپنے مؤذن کو فرماتے تھے اسفر اسفر يعني بصلوٰة الصبح ۔ کہ اسفار کرو اسفار کرو صبح کی نماز میں (اعلاء السنن ص ۲۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ :امام طحاوی عبدالرحمان بن یزید سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ .

عبدالرحمان کہتے ہیں کہ ہم ابن مسعود ؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ وہ نماز صبح میں اسفار کیا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں اس طرح روایت کیا ہے۔ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُسْفِرُ بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ. مجمع الزوائد میں اس کے سب راوی ثقہ لکھے ہیں (اعلاء السنن ص ۲۲)

الحاصل مذہب امام اعظم کا کہ فجر میں اسفار مستحب ہے نہائت قوی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ فجر کی تاخیر اخیر وقت تک اجماعاً بلا کراہت مباح ہے اور تقلیل جماعت بھی مکروہ۔ اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنا بھی مکروہ یعنی غلس میں فجر پڑھنا ایک تو تقلیل جماعت کا باعث ہے جو مکروہ ہے اور دوسرا لوگوں کو مشقت میں ڈالنا ہے اور وہ بھی مکروہ ہے۔ جیسے حضرت معاویہ ؓ کو رسول کریم ﷺ نے تطویل قرأت سے منع فرمایا۔ اور اسفار میں نماز پڑھنا باعث کثرت جماعت اور آسانی ہے۔ علاوہ اس کے فجر کی نماز کے بعد اسی جگہ آفتاب نکلنے تک بیٹھے رہنا مستحب ہے جو اسفار میں آسان ہے لیکن غلس میں آسان نہیں۔ واللہ اعلم۔